THE ALFAZL QADIAN.

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آ

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

نمبر ۲۲ | مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء | یوم دو شنبہ | مطابق ۱۶ محرم ۱۳۴۰ سنہ ہجری | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کے بمبئی پہنچنے کی خبر دو تین روز ہوئے۔ پہنچ چکی تھی کہ ۱۶ ستمبر اچانک ان کے بٹالہ پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ بعد نماز عصر مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت قادیان اور مولانا مولوی سرور شاہ صاحب امام الصلوٰۃ معہ ایک کافی مجمع کے قصبہ سے باہر جناب چودہری صاحب کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ اور قریباً دو میل کے فاصلہ پر ملاقات ہوئی۔ جناب چودہری صاحب کی صحت بفضل خدا اچھی ہے۔ آپ ولایت سے آتے ہوئے حج کعبۃ اللہ کر کے آئے ہیں اس سفر میں شریف مکہ سے آپکی ملاقات اور گفتگو بھی ہوئی

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد غربا کی امداد کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے غربار قادیان کی تکالیف کے متعلق جو قحط کی وجہ سے لاحق ہیں جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب کو جو پہلا خط تحریر فرمایا۔ اسمیں لکھا کہ :-

" قادیان کے خطوط سے غربار کی نازک حالت معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آیندہ تو جو کچھ ہو گا۔ وہ ہو گا۔ سر دست تو ان فاقہ زدوں کی خبر لینی چاہیئے۔ جو سُنا ہے۔ کئی کئی وقت کا فاقہ کر رہے ہیں۔ میری طرف سے ایک سو روپیہ کا غلہ خرید کر آپ فوراً غربار میں تقسیم کرا دیں۔ اور یہ بھی خیال رکھیں۔ کہ بعض لوگ سفید پوش غربا ہوتے ہیں وہ نظر انداز نہ ہو جائیں۔ یہ روپیہ میاں بشیر احمد صاحب سے لے لیں ٭

اسی طرح سٹور سے ایسا انتظام کیا جائے کہ وہ جن خاندانوں کو آٹا دینے کی پرچی دے دی جائے انکو روزانہ نرخ سے آدھ سیر فی روپیہ غلہ زیادہ دیدیا کریں۔ مثلاً ساڑھے تین سیر بکتا ہے۔ تو چار سیر۔ اور چار سیر بکتا ہے تو ساڑھے چار سیر۔ جو کمی روپیہ میں زیادہ فروخت کی وجہ سے ہوگی وہ انشاء اللہ ہم خاص چندہ سے پوری کر دینگے۔ اس کے متعلق میں نے بعض احباب کو یہیں سے

تحریک کی ہے۔ اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ غربا کی سہولت کا کوئی انتظام فرمائیگا۔ افسوس ہے کہ یہ حالات میرے آنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں ورنہ میں یہ سفر ہی اختیار نہ کرتا۔ اور اب بھی اگر میرے گھر سے سخت بیمار اور سفر کے ناقابل نہ ہوتے تو میں فوراً واپس آجاتا۔ مگر اب اسوقت تک انتظار کرنا ہو گا۔ جب تک وہ سفر کے قابل ہو جائیں۔

سب احباب کو جمع کر کے نصیحت کریں کہ تقویٰ کو اختیار کریں۔ اور استغفار کثرت سے کریں تا اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دُور کرے۔ اور اس امر سے بچیں کہ مُصیبت انکو کسی اور گناہ پر آمادہ کر کے اور زیادہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکا دے۔ یہ تکلیف چند روزہ ہے۔ اور انشاء اللہ یونہی گذر جائیگی مگر اس کے اثرات جو دل پر پڑینگے۔ خواہ نیک خواہ بد۔ وہ بعد میں قائم رہینگے۔ پس نفس کی شرارتوں اور اس کے دھوکوں سے بچیں۔ اور اپنی عاقبت کی فکر رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں۔"

ایک اور خط میں حضور نے تحریر فرمایا ؛۔

"قحط کی امداد کے لئے میں نے پرسوں خط لکھا تھا۔ اب اس کے متعلق مزید بات یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ غربار کو غلہ ساڑھے چار سیر فی روپیہ سے کم نہیں ملنا چاہیئے۔ اس سے کم جس قدر غلہ بکے وہ پورا کر دیا جائے۔ اور چار سیر سے زیادہ جب نرخ ہو جائے۔ تو جس قدر غلہ ملتا ہو۔ اس سے زیادہ آدھ سیر غلہ دیا جائے۔ یہاں تک کہ نرخ ساڑھے چار سیر ہو جائے۔ جب ساڑھے چار سیر ہو یا اس سے زیادہ ہو تو پانچ سیر غلہ دیا جائے۔ اگر پانچ سیر یا اس سے زیادہ نرخ ہو جائے تو پھر یہ سلسلہ مدد کا بند کر دیا جائے۔

آپ قادیان کے لوگوں میں بھی تحریک کریں کہ یہ انتظام ہم کرتے ہیں۔ وہ بھی غریب بھائیوں کے کھانے کی فکر رکھیں۔ اور اگر ہر ایک گھر ایک روٹی بھی ایسے غربار کو دیدے۔ جن کا اور کوئی انتظام نہیں تو بہت سے غربار کا انتظام ہو سکتا ہے۔"

اگرچہ یہ خطوط قادیان کے رہنے والوں کے متعلق ہیں۔ لیکن بیرونی احباب بھی ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اُمید ہے۔ اس درد اور تکلیف کو محسوس کر کے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو غربا کے متعلق ہے۔ صاحبِ وسعت اصحاب اپنے غریب بھائیوں کی امداد کی طرف توجہ کرینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدس کی نو روز کی ڈائری ارسال ہے۔ متواتر سفر کی وجہ سے پہلے نہیں بھیج سکا۔

۳ ستمبر کو صبح ۸ بجے حضور معہ چند خدام گھوڑی پر سوار ہو کر بعزم کنگ وٹن روانہ ہوئے۔ چار بجے کے قریب وہاں پہنچ کر رات کے لئے ڈیرا کیا۔ حضور کو کچھ حرارت ہو گئی۔

مورخہ ۴ کو صبح سات بجے آگے کونسر ناگ کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت حضور کچھ دور تک پیدل تشریف لیگئے۔ بارہ بجے کے قریب مقام مر ناگ پر پہنچے۔ اور رات کے قیام کے لئے اسی جگہ انتظام کیا گیا۔ حضور آگے کونسر ناگ روانہ ہو گئے اڑھائی بجے کے قریب کونسر ناگ پہنچے۔ اور وہاں دو گھنٹہ تک ٹھہرے۔ کونسر ناگ سطح سمندر سے تیرہ ہزار فٹ کی بلندی پر ایک وسیع جھیل صاف اور شفاف پانی کی ہے۔ حضور پانچ بجے واپس چل پڑے۔ واپسی کے وقت جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ دو تین مرتبہ قے ہوئی۔ اور سخت سر درد شروع ہو گیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت جو آگے ہی ناساز تھی۔ یہاں زیادہ خراب ہو گئی۔ حضور ابھی ڈیرہ پر نہیں پہنچے تھے۔ کہ اسنور سے ایک سوار بھائی عبد الرحمٰن صاحب کا خط حضور کے نام لیکر آیا جسمیں لکھا تھا کہ محترمہ والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد کو پھر زیادہ بخار ہو گیا ہے۔ اسلئے جتنی جلدی ممکن ہو سکے حضور تشریف لے آئیں۔ لیکن چونکہ شام ہو گئی تھی۔ اور راستہ بہت خطرناک تھا۔ اسلئے مجبوراً وہیں رات گذارنی پڑی مورخہ پانچ کو بعد از نماز صبح حضور مع جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب گھوڑوں پر سوار ہو کر اسنور روانہ ہو گئے۔ اور بخیریت بارہ بجے پہنچ گئے۔ محترمہ والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ بحال ہو گئی۔ اور بخار اُتر گیا۔ حضرت اقدس کو اُسدن بھی کچھ حرارت ہو گئی۔ مورخہ ۶ کو صبح آٹھ بجے حضور معہ تمام قافلہ اہربل فال دیکھنے کے لئے تشریف لیگئے۔ پانچ بجے تک حضور نے وہاں قیام فرمایا۔

لدھیانہ سے جناب مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کا تار آیا کہ پچیس روپے حضور کی خدمت میں ارسال ہیں۔ حضور میاں عبد القدیر کا ولیمہ منائیں۔ اسلئے اس مقام پر دعوت ولیمہ کا انتظام ہوا۔ اسنور اور رشی نگری کے کئی احباب بھی شامل تھے۔ پانچ بجے کے قریب واپسی ہوئی۔ راستہ میں حضور نے مختلف موضوع پر گفتگو فرمائی۔

اہل حدیث کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے سلسلہ کے بہت قریب ہیں۔ اور جلد حق کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ مخالفت کو برداشت کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے صداقت کے قبول کرنے میں کوئی مخالفت انکو ہٹا نہیں سکتی۔

حضور کو اُسدن بھی حرارت رہی۔ ابھی حضور کے پاؤں میں تکلیف باقی ہے۔

پچھلے دس گیارہ روز سے متواتر حضور کو بخار ہو جاتا ہے۔ حضور کے پاؤں کو بھی ابھی کلی آرام نہیں آیا۔ تمام احباب حضور کی کامل صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار سید محمود

از سری نگر کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

کُجا سُنّتِ یُوسفی اور کُجا مجرمانہ سزایابی

اخبار "زمیندار" کی سرشت میں ہی چھیڑ خانی رکھی گئی ہے۔ اور اسپر اُسے اسقدر ناز ہے۔ کہ اپنی شرانگیزی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے اور سلسلہ احمدیہ کی شرارت آمیز مخالفت کے باعث پے درپے ذلت وادبار کے چرکے کھانے اور سارے کنبہ کو جیل خانہ تک پہنچا چکنے کے باوجود ہمارے خلاف نیش زنی سے باز نہیں آتا چنانچہ حال میں جب "زمیندار" کے بعض مضامین کی بناء پر مسٹر ظفر علی کے چچا اور اس کے اکلوتے بیٹے پر بغاوت پھیلانے کا مقدمہ دائر ہوا۔ اور زمیندار کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد شایع ہوا۔ تو اس نے پہلے ہی پرچہ میں ہمارے خلاف خواہ مخواہ بے ہودہ سرائی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور یہ خیال کر کے کہ ہم اس تازہ ذلت و بربادی کو پیش کر کے "زمیندار" کو عبرت حاصل کرنے کی تلقین کرینگے۔ مسٹر ظفر علی ایڈیٹر کو سُنّتِ یوسفی پر عمل کر کے قید ہو جانیوالے قرار دیا۔

اگر "زمیندار" اس موقع پر ہمیں مخاطب نہ کرتا۔ تو ہمیں اس کے متعلق اس نئے عتاب الٰہی پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ "زمیندار" کی خانہ ویرانی ایک ایسا کھلا نشان بن چکی ہے۔ کہ دانا اور فرزانہ اصحاب کو اس کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اسے صرف بطور خبر شایع کیا۔ اور اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہ لکھا تھا۔ لیکن چونکہ "زمیندار" نے ہمیں مخاطب کر کے اسے "سُنّتِ یوسفی" ثابت کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اسکی حقیقت ظاہر کی جائے۔ اور بتایا جائے کہ کجا "سُنّتِ یُوسفی" اور کجا "مجرمانہ سزایابی"

اس بات کے سمجھنے کے لئے ناظرین کرام کو حسب ذیل امثال پر توجہ فرمانی چاہیئے۔

عمر فاروق۔ عثمان غنی۔ اسد اللہ علی رضوان اللہ علیہم دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے ہاتھوں قتل کئے گئے۔ اسی وحشی نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا مگر اس کے ہاتھ کا اول الذکر مقتول تو سید الشہداء کہلاتا ہے۔ اور آخر الذکر مقتول۔ ملعون و مقہور بنتا ہے۔ بدر۔ احد۔ تبوک اور یرموک اور حنین وغیرہ میدانوں میں دو صفیں متقابل صف آرا ہوئیں۔ دونوں طرف سے تیر و تفنگ شمشیر و نیزہ سے کام لیا گیا۔ دونوں صفوں میں خاک و خون میں تڑپتے ہوئے انسانی جسم نظر آئے۔ مگر ایک صف کے بسملوں کو حق و صداقت کی قربان گاہ پر قربان ہونیوالے اور دوسروں کو باطل پر مرنے والے قرار دیا جاتا ہے۔ ان باتوں میں جو امتیاز ہے۔ وہ اگر درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ تو اسی طرح یوسف ابن یعقوب نبی اللہ گو مصر کے جیل خانہ میں گیا۔ مگر وہ جیل میں رہنے کے باوجود دُنیا کی نظروں میں صدیق ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مجرم بن کر جیل میں جاتا ہے۔ اس کا مُنہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو سنت یوسفی پر عمل کرنیوالا سمجھ لے۔

حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بے شک قتل ہوئے ہیں۔ مگر ان کی موت ان کو اس اعلےٰ مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جو ان کی زندگی کا مقصد اور مدعا تھا۔ کیوں؟ محض اسلئے کہ انھوں نے حق کے مقابلہ میں باطل کو ہمیشہ ٹھکرا دیا۔ اور نازک سے نازک مقام اور خطرناک سے خطرناک وقت میں راستی سے ایک بال بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوئے اور جس بات کو انہوں نے حق سمجھ لیا۔ اسپر ایک مضبوط چٹان کی طرح ہر ایک سازش کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔

پھر یہ درست ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کی سختیاں برداشت کیں۔ مگر کیا انھوں نے کوئی قانونی اخلاقی۔ انسانی۔ شرعی جرم کیا تھا۔ نہیں بلکہ ان کا جرم محض یہ تھا کہ وہ مجرم نہ تھے۔ امراۃ العزیز چاہتی تھی کہ اپنے حسن کا شکار یوسف کنعان کو بنالے۔ مگر سواد ازلی نے ان کی دستگیری کی۔ اور وہ انتہا درجہ کے مجبور کن حالات میں بھی بال بال بچ گئے۔ اور جب اس عورت نے ناکامی اور نامرادی کی خفت سے جھنجلا کر اپنے خاوند کے سامنے ان پر اُلٹا الزام لگایا۔ تو اسوقت انھوں نے یہ نہ کہا کہ "میں جواب دینا نہیں چاہتا" بلکہ اصل حقیقت مو بمو ظاہر کر دی۔ اور ان کی صفائی میں بھی اسی عورت کے اہل میں سے ایک نے گواہی دی۔ اس کے بعد بھی جب اس عورت کی ترغیبات جاری رہیں۔ اور اس نے قید کی دھمکیاں بھی دیں۔ تو حضرت یوسف نے اس کے پھندے میں پھنسنے کی بجائے قید کو ترجیح دی۔ اور بے گناہ یوسف زندان مصیبت میں ڈال دیئے گئے۔ جہاں وہ کئی سال نہایت صبر و شکر کے ساتھ رہے۔ اور ان کے علم و فضل کے شہرے جیل سے نکلکر دربار تک پہنچ گئے۔ آخر بادشاہ نے انہیں جیل سے لانے کے لئے آدمی بھیجے۔ اسپر حضرت یُوسف نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا میں جیل سے اسوقت تک نہیں نکلوں گا۔ جب تک اس تنازع کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ جس کے باعث میں اتنے سال سے جیل میں ہوں۔ تحقیقات کیجئے اس معاملہ میں میں مجرم ہوں یا وہ عورت۔ جب بادشاہ نے تحقیقات کی۔ تو حق ظاہر ہو گیا۔ اور امراۃ العزیز خود بول اُٹھی۔ کہ یوسف سچا بے قصور اور پاک ہے۔ جو کچھ ہوا میری طرف سے ہی ہوا۔ اس طرح جب حضرت یُوسف کی پاکبازی مستغیثہ کی زبان سے ظاہر ہو گئی۔ اور وہ ہر قسم کے الزام سے بری ثابت ہو گئے تب جیل سے باہر آئے۔ اور تمام ملک میں عزت اور توقیر کی نگاہوں سے دیکھے اور سر آنکھوں پر بٹھائے گئے۔ یہ تھی قید عزت۔ کہ اس سے حضرت یُوسف کی عزت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ بلکہ ان کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور ان کی شرافت نفس اور بزرگی کا

سکے تمام مصر میں مٹھ گیا تھا کیونکہ ابتداء سے انتہا تک ان کے رویہ میں کوئی شائبہ نقص نہ پایا گیا۔

اس کے مقابلہ میں وہ قید جو عزت کے بلند منار کو گرا کر خاک میں ملا دیتی ہے۔ ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کا اصول صداقت نہیں۔ بلکہ محض نفس پرستی ہوتا ہے۔ وہ کسی کی مخالفت بڑے زور شور سے کرتے ہیں۔ لیکن اسلئے نہیں کہ واقعی ان کے نزدیک وہ شخص اسی سلوک کا مستحق ہوتا ہے۔ بلکہ محض اسلئے کہ انہیں نفسانی فوائد حاصل ہونے یا حاصل ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کی ایک بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اتنے بودے اور کمزور کیریکٹر کے ہوتے ہیں کہ ذرا سی باد تند ان کے پاؤں میں تزلزل پیدا کر دیتی ہے۔ اور ایک وقت وہ جسے صلواتیں سناتے ہیں۔ دوسرے وقت اسی کا کلمہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک مسٹر ظفر علی ہیں۔ ایک دفعہ پہلے گورنمنٹ نے شورش انگیزی کی وجہ سے انہیں نظر بند کر دیا تھا۔ اگر وہ بااصول انسان ہوتے۔ تو کبھی اپنی نظر بندی کے مقام سے باہر نہ نکلتے۔ جب تک گورنمنٹ ان کے بے قصور ہونے کا اعتراف نہ کر لیتی لیکن یہ تو بڑی بات تھی۔ انھوں نے یہاں تک کمزوری دکھائی۔ کہ شملہ کی بلند و بالا چوٹی پر پہنچ کر اپنی پیشانی اسی حاکم کے پاؤں میں رکھ دی۔ جس کے خلاف ان کا قلم آتش فشانی کر رہا تھا۔ اور اس طرح مشروط آزادی حاصل کی۔ جس کی ایک بڑی شرط سیاسیات سے علیحدہ رہنا تھی۔ چنانچہ انھوں نے سیاسیات کو دوراز کار مشغلہ قرار دیکر اس سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہی مسٹر ظفر علی جسے عوام میں ایک خاص درجہ حاصل تھا۔ لوگوں کی نظروں سے بالکل گر گیا۔ کیونکہ انھوں نے اس کی ذلت انگیز گردا بھی کو دیکھ لیا۔

کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ مسٹر ظفر علی نے سنت یوسفی پر عمل کیا۔ ہرگز نہیں۔ اب رہی موجودہ قید۔ اس کے متعلق بھی سن لیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے از خود ایسا موقع نہیں پیدا کیا تھا کہ جیل خانہ بھیجدئے جائیں۔ پھر جب ان پر الزام لگایا گیا۔ تو بیان دینے سے انکار کیا۔ بلکہ صاف طور پر حقیقت ظاہر کر دی۔ اور ایک گواہ بھی ان کی صفائی کے متعلق گذرا۔ اسپر بھی جب انھیں جیل میں ڈال دیا گیا۔ تو آخر کار اسوقت جیل سے نکلے۔ جب الزام لگانے والی نے ان کی بریت کا اقرار کیا۔ اور انہیں صادق اور پاک ٹھہرایا۔

اس کے مقابلہ میں مسٹر ظفر علی اینڈ سن کو دیکھو وہ مسٹر گاندھی کی ہدایات کے ماتحت موجودہ گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور بددلی پھیلانا حتیٰ کہ اُسے اکھیڑ پھینکنا اپنا فرض بتاتے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ نہ صرف گورنمنٹ کے نزدیک بلکہ اسلام کے رُو سے بھی یہ سخت جرم ہے۔ اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تاکہ جیل میں جا کر عوام کی خوشنودئ مزاج کا پروانہ حاصل کریں۔ اور جب ان پر باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا۔ اور جرم بتا کر بیان کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو فرماتے ہیں "میں جواب دینا نہیں چاہتا" پھر موقع ملنے کے باوجود اپنی صفائی میں کوئی گواہ نہیں پیش نہیں کرتے۔ کیا انہیں سنت یوسفی پر عمل کرنے والے کہا جا سکتا ہے

یاد رہنا چاہیئے۔ کہ جس طرح ہر ایک قتل ہونیوالا شہید نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر ایک جیل میں جانے والا بھی سنت یوسفی پر عمل کرنیوالا نہیں کہلا سکتا۔ ورنہ ہر ایک شریر فتنہ انگیز۔ اور بدمعاش جو جیل میں جاتا ہے۔ اُسے یوسف اور معصوم یوسف قرار دینا پڑیگا۔ اگر "زمیندار" ایسا کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو اس کا حق ہے کہ مسٹر ظفر علی اور ان کے صاحبزادہ کو بھی سنت یوسفی پر عمل کرنے والے قرار دے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور حضرت یوسف کی قید اور دوسرے مجرموں کی قید میں کوئی امتیاز سمجھتا ہے۔ تو اسے یہ بھی مان لینا چاہیئے کہ حقیقت بین اصحاب کے نزدیک یہی امتیاز مسٹر ظفر علی کے متعلق بھی موجود ہے۔

خودکشی

محققین غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جانوروں میں خودکشی کی واردات نہیں پائی جاتی جس سے معلوم ہوا کہ یہ غیر طبعی امر ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جسے خدا نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس فعل کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اور حیرت یہ ہے کہ بعض مذاہب بھی خودکشی کی اجازت دیتے۔ یا کم از کم خودکشی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں میں ستی کی رسم کو بڑا متبرک سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسلام ایسا مذہب ہے۔ جو خودکشی کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے۔ اور خودکشی کرنیوالے کو جہنمی قرار دیتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ تمنائے موت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ زندگی کی تمام تلخیوں کو مردانہ وار برداشت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام موجودہ مذاہب کے مقابلہ میں اس تعلیم کے لحاظ سے بھی فطرت کے مطابق مذہب ہے۔ اور یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ ان الدین عند اللہ الاسلام خدا تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی سچا دین ہے۔

ذیل میں ہم اس تحقیق کو درج کرتے ہیں۔ جو جانوروں میں خودکشی کے متعلق کی گئی ہے اور جسے "انگلشمین" کلکتہ سے ترجمہ کرکے معاصر ہمدم نے شایع کیا ہے۔

"یہ تو بہت صحیح ہے۔ کہ جانوروں میں قتل کے حادثے بہت نادر ہیں۔ مگر جرم خودکشی بھی مشہور نہیں جن ممالک میں بچھو پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ جب اس زہریلے کیڑے کو کسی ایسے گوشے میں گھیر لیا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ تو وہ اپنی پیٹھ پر خود ڈنگ مار کر اپنے کو ہلاک کر لیتا ہے۔ اس خیال کو مسٹر جے۔ ایچ فیبر نے تجربہ کر کے غلط ثابت کیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اور بہت سے زہریلے کیڑوں کی طرح کسی بچھو کا ڈنگ نہ خود اس کے جسم پر اثر کرتا ہے۔ اور نہ دوسرے بچھو کے جسم پر۔ لیکن اگر بچھو کسی جانور کو کاٹے تو وہ بہت جلد بے حس و حرکت ہو کر مر جاتا ہے یہ خیال کہ بچھو خودکشی کر لیتا ہے۔ اس طرح پیدا ہوا کہ جب لوگوں نے بچھو کو گھیر کر اس کے چاروں طرف

دہکتے ہوئے انگاروں سے اس کا راستہ مسدود کردیا۔ تو چونکہ بچھو خلاف توقع زیادہ گرمی کو پورے طور پر محسوس کر سکتا ہے۔ وہ ایک جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور عاجز ہو کر زمین پر پڑ جانے سے قبل وہ اپنی خمیدہ دُم کو کوڑے کی طرح کھینچکر نہایت شان کے ساتھ اپنی پُشت پر رکھ لیتا ہے۔ آخر کار اس پر ایک حالت غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اسکو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ چونکہ کبھی کسی نے اس کے جلنے سے قبل یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ دیکھے آیا وہ مردہ ہے یا زندہ۔ اس لئے بچھو کی خودکشی کا فسانہ مشہور ہو گیا ؛

اسی طرح ناروے کی گلہریوں پر بھی خودکشی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نقل وطن کی بہت شائق ہوتی ہیں۔ اور یہ شوق ان کو اکثر دریا یا سمندر میں غرق کر کے رہتا ہے۔ انہیں نقل وطن کی ضرورت آبادی کے بڑھ جانے کے باعث پیش آتی ہے۔ اور ایک خاص وقت میں یہ جتھے کا جتھا پہاڑوں سے اُتر کر لاکھوں کی تعداد میں میدان میں آتے۔ اور مغربی جانب جاتے ہیں۔ راستہ میں جو چیز ان کو ملتی ہے۔ وہ سب چٹ کر جاتے ہیں۔ اگر ان کے اس سفر میں کوئی دریا حائل ہوتا ہے۔ تو وہ اسکو عبور کر جاتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اکثر واقع ہوتا ہے اگر وہ ساحل سمندر پر پہنچتے ہیں۔ تو ان کی اولوالعزم طبیعت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی چیز ان کے مقابلہ میں آئے۔ اور انکو روکے اور وہ فوراً گورانہ طریقہ پر سمندر کو عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب تک تیرنے کی قوت ہوتی ہے۔ تیرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈوب جاتے ہیں۔ مگر یہ زندہ رہنے کی کوشش کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اس لئے یہ خودکشی سے بالکل علیحدہ چیز ہے۔ ان کو اس دورہ میں بہت سی ہولناک مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض لوگوں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ جانور اپنی روانگی کے وقت سے دو دو سال بعد اپنے نئے قیام گاہ تک پہنچتے ہیں۔ مگر اسوقت ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ حتےٰ کہ بعض اوقات اتنی کم جیسی کہ نپولین کے باقیماندہ اِکّا دُکّا آدمی دوسروں کے فسانہ بیان کرنے کو باقی رہ گئے تھے "

(ہمدم ۲۱۔ اگست از سٹیٹسمین کلکتہ)

اِس لمبے اقتباس کے نقل کرنے سے ہماری غرض اسلام کے ایک ارشاد کی حقانیت ظاہر کر کے اسلام کی عظمت کو نمایاں کرنا ہے ؛

آریہ سماج کا زوال

آریہ گزٹ نے اپنی اشاعت ۱۱۔ اگست میں جو لیڈنگ آرٹیکل بعنوان "قحط زدہ علاقہ کے چشمہ پر" لکھا ہے اسمیں رقمطراز ہے:۔

"لوگ اب آریہ سماج میں دلچسپی نہیں لیتے۔ ہفتہ واری جلسوں میں رونق کم ہوتی ہے۔ انترنگ سبھاؤں کے اجلاس بار بار کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوتے رہتے ہیں۔ سالانہ جلسے نمایش بنگئے انسٹی ٹیوشن ڈھانچے رہ گئے ہیں۔ پرانے آریہ تھک چکے ہیں۔ نئے نظر نہیں آتے۔ آریہ اپنے خاندانوں کی پرورش کرنے میں۔ روپیہ کمانے میں۔ محل بنوانے میں اور عہدے حاصل کرنے میں ہی مصروف رہتے ہیں۔ آریہ سماج کا کام Overtime work فالتو وقت کا کام" سمجھا جانے لگا ہے۔ کوئی اپنی ذمہ واری محسوس نہیں کرتا۔ ایسی حالتمیں کیا ہو جانیوالا ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا"

کیا آریہ صاحبان تسلیم نہیں کرینگے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو خدا کے مسیح موعود کے لبوں پر جاری ہوئی تھی کہ تم میں سے ابھی کئی لوگ زندہ ہونگے کہ آریہ سماج کا زوال دیکھ لینگے۔ صدق اللہ ورسولہ

اسلام اور آریہ سماج

آریہ گزٹ اپنے اسی مضمون میں ایک طرف تو یہ اعتراف کرتا ہے کہ آریوں نے آریہ سماج کو چھوڑ دیا ہے اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ آریہ سماج کا کام کر رہے ہیں چنانچہ لکھتا ہے:۔

"وہ مسلمان بھائی آریہ سماج کا کام کر رہے ہیں جبکہ وہ قرآن شریف کی آیات کی آریہ سماج کے اُصولوں کے مطابق تاویلیں بنا رہے ہیں۔ اور قرآن کی پہلی خلاف از عقل۔ بعید از قیاس۔ دُور از سائنس باتوں کو توڑ مروڑ کر میں ویدک دہرم کے نیموں کے ساتھ "لگا" کھانیوالی بنا رہے ہیں۔ وقت آئیگا۔ جب کل مُسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی۔ اور وہ یک زبان ہو کر کہہ اُٹھینگے۔ کہ تاویلیں بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اُلٹے ہاتھ سے ناک پکڑنے کی کیا حاجت۔ کیوں نہ سیدھے سرل۔ صاف چشمہ پر چلے جائیں جس کے ساتھ مطابقت کرنے کے لئے یہ کل پر پیچ رہے جاتے ہیں"

(آریہ گزٹ۔ ۱۱ر اگست)

اگر واقعی آریہ سماج میں کوئی ایسی کشش ہوتی کہ مسلمان اپنی مذہبی کتاب مقدس کو اس کیلئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آریہ اس سے علیحدگی اختیار کرتے اور پھر خود اقرار کرتے۔ کہ سماج کے کاروبار میں ابتری اور تنزل اور انحطاط آگیا ہے۔

آریہ گزٹ اگر اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کوئی ثبوت پیش کرتا۔ اور قرآن کریم کی کوئی ایک ہی ایسی بات بتاتا۔ جسے توڑ مروڑ کر ویدک دہرم کے نیموں کے ساتھ لگا کھانیوالی بنایا گیا ہے۔ تو ایک بات بھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور نہ کر سکتا ہے۔ اگر اسمیں ہمت ہے، تو اب ہی کوئی مثال پیش کرے۔ صرف دعویٰ کر دینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ برخلاف اس کے ہم بتاتے ہیں کہ آریہ اپنے دہرم کو اسلام کے اصول کے ماتحت بدل رہے ہیں۔

بیوہ کی شادی کرنا ہندوؤں میں سخت معیوب ہے اور سوامی دیانند صاحب نے بھی اس کی قطعاً اجازت نہیں دی لیکن آریہ صاحبان آئے دن بیوہ عورتوں کی شادی کرتے رہتے ہیں۔ اور اس پر بڑا زور دے رہے ہیں۔ کیا یہ وید کو چھوڑ کر صریح طور پر قرآن کریم کے اس حکم کی پابندی نہیں ہے کہ انکحوا الایامیٰ۔ بیوہ عورتوں کی شادی کر دو۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر قلعہ ہے میں رہنے والوں پر پتھر پھینکنے کی کیوں جرأت کیجاتی +

خطبۂ جمعہ

امتحان کا وقت اور تقویٰ اللہ کی ضرورت

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۲ر ستمبر ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خدا کا غضب

اس سورۃ میں جس کو فاتحہ کہتے ہیں اور جو جامع دعا ہے - جس طرح ہر ایک مقصد میں صحیح اور آسان راستہ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے یہ بتایا گیا ہے - اھدنا الصراط المستقیم اسی طرح ہمیں مغضوب اور ضال کے رستہ سے بھی بچنے کی بھی دعا سکھائی گئی ہے - مغضوب کون ہوتا ہے - وہ جس پر خدا کا غضب ہو - اور خدا کا غضب دو طرح ہوتا ہے - (۱) یہ کہ دکھ دینے والی چیزیں پیش کی جائیں جن سے بیرونی طور پر اس پر کوئی دکھ درد اور مصیبت کا نزول ہو - دوسری قسم غضب الٰہی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ نعمتیں جو انسان کو حاصل ہوتی ہیں - جن سے راحت پاتا ہے - وہ چھین لی جاتی ہیں - مثلاً کسی کا بیٹا ہو وہ فوت ہو جائے - یہ مصیبت بیرونی نہیں بلکہ جو کچھ پہلے میسر تھا - وہ گم ہو گیا - مگر یہ عذاب الٰہی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں - ادنیٰ اور اعلیٰ - خواہ وہ بیرونی باعث سے ہو یا اندرونی سے - مثلاً اپنا بیٹا فوت ہو تو تکلیف زیادہ ہوگی - لیکن اگر دور کا رشتہ دار فوت ہو - تو تکلیف تو ہوگی - مگر بیٹے کی نسبت کم - پھر دونوں میں سے کسی قسم کی تکلیف ہو - اس کے آگے دو نتیجہ ہوتے ہیں - یا تو اس تکلیف اور عذاب اور مصیبت سے انسان نصیحت پکڑتا ہے - اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے یا اور بگڑ جاتا ہے - اور جرم کا مرتکب ہوتا ہے - مثلاً ایک شخص پر رزق کی تنگی آتی ہے - اگر خدا کا فضل نہ ہو - تو وہ نفس اور شیطان کے دھوکے میں آجاتا ہے اور اس ابتلاء میں وہ چوری وغیرہ کی طرف مائل ہو جاتا اور اپنے نفس کو تسلی دیتا ہے - کہ اس حال میں تو مردار کھانا بھی جائز ہے - پھر کیوں نہ ہمت کر کے اپنا رزق حاصل کروں - اور آخر میں وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے - کیونکہ ہر ایک گناہ دل پر ایک داغ چھوڑتا ہے ؎

ابتلاء سے سبق

لیکن اگر وہ پہلی غفلت پر بیدار ہو جائے - تو پھر وہ ابتلاء اسکی ترقی کا موجب ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک راستہ پر ایک شخص چلا جاتا ہے - جہاں ایک خطرناک سانپ پوشیدہ ہے - اگر وہ شخص اس سانپ تک پہنچے - تو وہ سانپ اسکو ہلاک کر سکتا ہے لیکن ایک شخص اس کو دھکا دے کر پرے کر دیتا ہے گو اس دھکے سے اسکو چوٹ آئے - مگر سانپ کے حملے سے بچ جاتا ہے - وہ دھکا اس کے لئے تکلیف دہ نہیں - بلکہ اس کے لئے رحمت ہوتا ہے - اسی کے مطابق ایک واقعہ ہے - امیر عبدالرحمٰن خان دربار میں بیٹھا تھا - پاس ہی اس کا ولیعہد امیر حبیب اللہ خان بھی تھا - امیر عبدالرحمٰن خان کے ایک رشتہ دار نے جس کو میں نے بھی دیکھا ہے اس پر پستول کا فائر کرنا چاہا - مگر حبیب اللہ خان نے اس شخص کے ارادہ کو معلوم کر لیا اور فوراً اس زور سے باپ کو دھکا دیا - کہ وہ اپنی جگہ سے پرے جا گرا - اور پستول کا وار خطا گیا - گو بیٹے کی اس حرکت سے باپ کو ضرور تکلیف ہوئی - مگر اس کی جان بچ گئی ؎

مومن کی صفت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذا مسھم طائف من الشیطٰن تذکروا (پارہ نہم رکوع ۱۴) جب مومنوں کو گھومنے والا شیطان مس کرتا ہے - تو وہ فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں - مثلاً آج کل قحط ہے اگر کوئی شخص ایسی بات کر گذرے - جو جائز نہ ہو - تو علاوہ دنیا میں عذاب کے عاقبت بھی خراب کریگا کیونکہ یہ دن ہمیشہ نہیں رہینگے - لیکن یہ بدنامی کا داغ نہیں جائے گا - اسلئے مومن کو چاہیئے کہ دونوں رنگ سے بچے -

مومن میں خود داری ہوتی ہے - وہ ذلیل نہیں ہوتا وہ کسی حالت میں بھی ہو - ذلت کے کام سے بچتا ہے - مجھ ایک واقعہ جب یاد آتا ہے - تو میں حضرت خلیفہ اول کے لئے دعا کرتا ہوں - ایک زمانہ میں میرا ایک غریب رشتہ دار آیا - اب تو غرباء اور مسافروں کو ہمارے خزانے سے کچھ مدد مل جاتی ہے - مگر اُسوقت یہ انتظام نہ تھا - جب وہ جانے لگا - تو میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا - کہ یہ جا رہا ہے - اور اس کے پاس کرایہ نہیں اگر آپ ارشاد فرمائیں - تو اس کے لئے چندہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا - یہ وقت گذر جائیگا - مگر تم پر ایک داغ لگ جائیگا - تم خود جو کچھ دے سکتے ہو - دیدو - اسوقت میری تنخواہ ۱۵ روپیہ تھی - میں نے اس کے جانے کا خود بندوبست کیا - اب وہ وقت نہ رہا - اس کے لئے چندہ ہو سکتا تھا - لیکن مجھ پر ضرور داغ لگ جاتا - کہ میرے ایک رشتہ دار کے لئے چندہ کیا گیا ؎

نیکی بدی کو دور کرتی ہے

مومن کو ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے - اور ایسے مواقع پر توبہ و استغفار اور دعا کی ضرورت ہوتی ہے تا ایسا نہ ہو - کہ یہ ابتلاء ہم پر ایک بدنما داغ چھوڑ جائیں - قرآن کریم میں آتا ہے - ان الحسنات یذھبن السیئات - جس طرح سیل میل کچیل کو لیجاتا ہے اسی طرح نیکیاں بدیوں کو دھو دیتی ہیں - اگر انسان ابتلاؤں میں ثابت قدم نکلے - اور وساوس کو پاس نہ آنے دے تو میرے نزدیک اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے ؎

حضرت خلیفۃ المسیح کی عارضی جدائی

میں نے بتایا ہے - تکالیف مختلف قسم کی ہوتی ہیں - اور ان کے اثرات کم و بیش ہوتے ہیں - میں نے یہ بھی بتایا ہے - کہ کسی زیادہ عزیز کے گم ہونے کا جو صدمہ ہوتا ہے - وہ دور کے رشتہ دار کے صدمہ سے زیادہ ہوتا ہے - جتنا کوئی زیادہ پیارا ہوگا - اس کی جدائی سے اتنی ہی تکلیف زیادہ ہوگی - ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود پر مقدمات کا سلسلہ چلا - چونکہ بار بار

گورداسپور جانا پڑتا تھا۔ اسلئے حضرت صاحب گورداسپور ہی میں ایک عرصہ کے لئے مقیم ہوگئے۔ ان دنوں تیز احباب قادیان میں تھے۔ جنمیں مولوی عبد الکریم صاحب بھی تھے۔ آپ نے ایک خطبہ پڑھا۔ اور جس طرح بین کرتے ہیں۔ گویا اسی طرح انھوں نے حضرت مسیح موعود کی جدائی میں کیا اور کہا کہ مخالفوں نے ہماری کیسی عزیز چیز کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کردیا ہے۔ یہ خطبہ الحکم میں چھپا۔ میں گورداسپور میں تھا۔ میں نے پڑھا۔ تو میں نے کہا کہ یہ درست نہیں کہ مخالفوں نے ہم سے اوجھل کردی۔ بلکہ خود ہماری غلطیوں کا یہ نتیجہ ہے۔

اسوقت مسیح موعود تو نہیں۔ مگر آپ کے خلیفہ ہم میں موجود ہیں۔ کئی سال سے آپ کی صحت اس قسم کی ہوگئی ہے۔ کہ آپ کو پہاڑ پر جانا پڑتا ہے۔ آپ کے دیکھنے سے ہماری کلفتیں دور ہوتی تھیں۔ اور ہمیں آپ کے دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی۔ آپ ہمارے لئے دعا کرتے تھے۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی یا کسی کے عزیز کو تکلیف ہوتی تھی۔ تو وہ آپ کو دعا کے لئے لکھتا تھا۔ اور اسکو ایک تسلی ہوجاتی تھی کہ حضرت صاحب کو دعا کے لئے لکھ دیا ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ میرا کوئی بچہ بیمار نہیں ہوا۔ کہ میں نے حضرت کو دعا کے لئے عرض کیا ہو۔ اور اسکو شفا نہ ہوئی ہو ٭

یہ لوگ اپنے نفس کے لئے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ خدا ہی ان سے جو کچھ کرائے کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے بار بار عرض کیا کہ کشمیر چلیں۔ مگر حضور خاموش رہے آخر بہت زور دینے پر فرمایا۔ مولوی صاحب! اگر خدا کوئی کام نکالدے گا تو ہم چلے جائینگے۔ یہ لوگ اپنے لئے نہیں جاتے یا تو خدا کوئی کام پیدا کردے۔ تب جاتے ہیں یا دوسرے رنگ میں خدا ہی کی طرف سے مجبور ہو جائیں۔ تب جاتے ہیں لیکن کچھ بھی ہو۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ہم سے علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ اسلئے ہمیں استغفار کی ضرورت ہے۔ اور بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ جدائی کا عرصہ لمبا ہوتا جارہا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ۲۶ اگست کو کشمیر میں جلسہ ہے۔ اس سے فارغ ہوکر واپس آجائینگے۔ ہم منتظر تھے کہ اب چندروز میں حضرت خلیفۃ المسیح آجائینگے۔ جلسہ تو ہوچکا۔ مگر آپ کے گھر میں ایسی تکلیف شروع ہوگئی۔ جس کے باعث کم ازکم دس پندرہ روز اور وہاں ٹھہرنا ناگزیر ہوگیا۔

یہ نے بتلایا ہے کہ ابتلاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بیرونی ایک اندرونی۔ اسوقت دونوں قسم کے ابتلاء ہم پر ہیں۔ لیکن ابتلاء ایک تو عذاب ہوتے ہیں۔ ایک رحمت ہوجاتے ہیں۔ ابتلاء کے وقت میں لوگ شیطان اور نفس کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ میرے والد کا ایک دوست تھا۔ جو بہت بوڑھا تھا۔ اس کی بہت سی اولاد تھی۔ لیکن آخروقت میں کہتا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے۔ سب بیٹوں کو قتل کرڈالوں میں نے سبب پوچھا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ کشمیر میں ایک وقت میں قحط پڑا۔ اور میں نے ان لڑکوں کی پرورش کے لئے چوریاں کیں۔ یہ تو پرورش پا گئے۔ مگر میں نے اپنی عاقبت خراب کرلی ٭

چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کی جائے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو جلد مع الخیر واپس لائے کیونکہ انکو دیکھنے سے ہمارے زنگ دور ہونگے۔ وہ زنگ جو بڑے بڑے لوگوں کے دلوں پر خلاف مناسبت مجالس میں بیٹھنے سے لگا کرتے ہیں ٭

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط

حضرت خلیفۃ المسیح کو جب قحط وغیرہ تکالیف کے متعلق معلوم ہوا۔ کہ قادیان کے لوگ مبتلا ہیں۔ تو آپ نے حضرت امیر (مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان) کے نام ایک خط لکھا۔ جس کا اقتباس میں آپ کو سناتا ہوں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں:۔

"سب احباب کو جمع کرکے نصیحت کریں کہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور استغفار کثرت سے کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور کرے۔ اور اس امر سے بچیں کہ مصیبت ان کو کسی اور گناہ پر آمادہ کرکے اور زیادہ خدا کی ناراضگی کو بھڑکا دے یہ مشکل چندروزہ ہے۔ اور انشاء اللہ یونہی گذر جائیگی۔ مگر اس کے اثرات جو دل پر پڑینگے۔ خواہ نیک خواہ بد۔ وہ بعد میں قائم رہینگے پس نفس کی شرارتوں اور اسکے دھوکوں سے بچیں۔ اور اپنی عاقبت کی فکر رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں"

یہی وقت ہے جسمیں ہم کامیاب ہوسکتے ہیں یا ناکام قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے متعلق فرماتا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وہ اگر تنگی میں بھی ہوں تاہم اپنی ضرورتوں پر دوسرے کی ضرورت کو مقدم کرتے ہیں۔ اگرچہ تنگی کا زمانہ ہے۔ مگر یہی وقت کام کا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری دستگیری فرمائے۔ تو ہم سب کچھ کرسکتے ہیں ٭

جماعت احمدیہ لکھنؤ کا شاندار جلسہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انجمن احمدیہ لکھنؤ کا تبلیغی جلسہ رفاہ عام گولہ گنج لکھنؤ کی مشہور و معروف عمارت میں ۲۰ اگست لغایت ۲۲ اگست ۱۹۲۱ء نہایت کامیابی سے ہوا۔ مختصر حالات جلسہ حسب ذیل ہیں۔ ۱۸ اگست ۱۹۲۱ء کو بارہ بجے دن کے مکرم جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور رونق افروز لکھنؤ ہوئے۔ اور ۲۰ اگست ۱۹۲۱ء کو صبح پنجاب میل سے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بہمراہی مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری بریلی سے تشریف لائے۔ منجانب جماعت احمدیہ لکھنؤ کے پیش امام سید ارتضی علی صاحب اسٹیشن پر معزز مہمانوں کی پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ وفد کے آنے سے قبل بذریعہ اشتہارات اردو وانگریزی دعوتی کارڈ پورے طور پر اعلان کردیا

کیا تھا۔ علاوہ مذکورہ بالا حضرات کے آگرہ، شاہجہانپور، ہمیرپور، ہاتھرس، کانپور سے معزز احمدی صاحبان بھی بغرض شرکت جلسہ تشریف لائے تھے ٭

پہلے روز ہمارا جلسہ بصدارت جناب مسٹر سید نعمی اللہ صاحب بیرسٹرایٹ لاء ۵ بجے شروع ہوا۔ اور ۷ بجے ختم ہوا۔ اس دن جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور نے بعنوان "موجودہ عالمگیر بے چینی اور اس کا علاج" انگریزی میں لیکچر دیا۔ اور آخر میں صدر صاحب نے اپنی رائے لیکچر کی بابت ظاہر کی۔ اور حاضرین کو توجہ دلائی۔ کہ وہ معزز لیکچرار کے پاکیزہ خیالات سے فائدہ اٹھائیں۔ معزز لیکچرار کے لیکچر کا خلاصہ یہ تھا کہ مادیات نے روحانیات پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسلئے تمام فسادات پھیل رہے ہیں۔ اور اب اس کا یہی علاج ہے۔ کہ روحانیات مادیات پر قابض ہوں۔ لیکچر قابل تعریف تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ قابل لیکچرار کو زبان انگریزی پر عبور کامل حاصل ہے۔

دوسرے روز ۱۷ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو صبح ۸ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کے صدر ہمارے دوست حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری تھے۔ اور اس عنوان پر کہ اسلام دوبارہ کس طرح ترقی کر سکتا ہے۔ جناب مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے گیارہ بجے تک تقریر فرمائی۔ اور گیارہ بجے سے ۱۲ بجے تک جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل بیان فرمائے۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۵ بجے شروع ہوئی اور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے قرآن کریم سے وفات مسیح ناصری کے دلائل اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت اور صادق مدعیوں کی شناخت کے معیار پیش کئے۔ خاتمہ تقریر پر حضرات شیعوں میں سے جناب مولوی محمد سجاد صاحب نے حسب قرارداد جناب مولانا ممدوح کی تقریر پر اعتراض کئے۔ اگرچہ ایسے موقعوں پر معترض کو کم اور مجیب کو زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اعتراض میں جس قدر وقت خرچ ہوتا ہے۔ جواب میں اس سے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جناب مولوی صاحب کے اصرار پر فریقین کو سوال و جواب کے واسطے مساوی وقت یعنی آدھ آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ پہلے جناب مولوی محمد سجاد صاحب نے آدھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ جو مولوی محمد ابراہیم صاحب کی تقریر کے جواب میں تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ نہ تو مولوی صاحب موصوف نے وفات مسیح علیہ السلام کے ان دلائل میں سے جو مولوی محمد ابراہیم صاحب نے قرآن کریم سے پیش کئے تھے۔ کسی دلیل کو رد فرمانے کی طرف توجہ فرمائی۔ اور نہ حیات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ثبوت میں کوئی آیت پیش کی۔ اور نہ معیار ہائے صداقت میں سے جو مولوی محمد ابراہیم صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے صادق ہونے کے ثبوت میں قرآن شریف سے پیش کئے تھے۔ کسی معیار کو غلط ثابت کیا۔ نہ خود یہ بتایا کہ صادق مدعیان نبوت و رسالت کی شناخت کے معیار کیا ہیں۔ اور جھوٹے مدعیوں کے علامات کیا ہوتے ہیں۔ آخر تک یہی فرماتے رہے۔ کہ جو دلائل و معیار پیش کئے گئے ہیں۔ وہ غلط و ناقابل قبول ہیں۔ اور ہم پر حجت نہیں اور اس کے متعلق صرف اپنے خیالات پیش کرتے رہے قرآن کریم کی کسی آیت سے استدلال نہ کیا۔

نصف گھنٹہ ختم ہو جانے پر مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے جو دلائل وفات مسیح و معیار ہائے صداقت قرآن کریم سے پیش کئے تھے۔ معزز معترض نے انکی طرف مطلق توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ وہ ان دلائل وفات مسیح ۲ اور معیار صداقت کا غلط ہونا قرآن کریم سے ثابت فرماتے۔ کیونکہ صرف غلط کہہ دینے سے وہ غلط نہیں ہو سکتے۔ اور نہ قرآن کریم کی آیات کے مقابلہ میں کسی کے ذاتی خیالات قابل التفات ہیں۔ پھر آپ نے مولوی محمد سجاد صاحب کے تمام خیالات کا جواب دیا اور وقت ختم ہو جانے پر بیٹھ گئے۔ امید تھی کہ اب تو ضرور مولوی محمد سجاد صاحب ضرور ہی ان دلائل و معیار صداقت کی طرف جو ان کے سامنے پیش کی گئی تھے توجہ فرمائینگے۔ لیکن نہایت تعجب ہوا جب کہ مولوی محمد سجاد صاحب کے بجائے جناب مولوی کفایت حسین صاحب حافظ قرآن کریم بیان کئے جاتے ہیں) مولوی فاضل کھڑے ہوئے اور تعجب اور بھی ترقی کر گیا۔ جب مولوی فاضل صاحب نے بھی قرآن کریم سے جواب دینے کی طرف توجہ نہ کی۔ اور ایک آیت بھی اپنے خیالات کی تائید پیش نہ کر سکے۔

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اپنے وقت میں مولوی فاضل صاحب کے خیالات کا جواب دیکر پھر ظاہر فرمایا کہ ہماری طرف سے جو دلائل و معیار پیش کئے گئے۔ وہ بدستور قائم ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھی غلط ثابت نہیں کیا گیا۔ اتنی کارروائی پر اس دن کا جلسہ ختم ہوا۔ اور فریق ثانی کی خواہش پر اعلان کر دیا گیا کہ کل بھی مولانا غلام رسول صاحب کی تقریر کے بعد جو ختم نبوت پر ہو گی۔ ۸ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ منجانب شیعہ صاحبان جاری رہیگا۔ چنانچہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو بھی ایسا ہی ہوا۔ یعنی مولانا مولوی غلام رسول صاحب کی تقریر کے بعد مولوی کفایت حسین صاحب نے پھر اعتراض شروع کئے اور مولانا نے ان کا جواب دیا۔ تیسرے جلسہ کا وقت ۸ بجے تک تھا۔ مگر ۸ بجنے میں ابھی ۱۰ منٹ باقی تھے کہ مولوی غلام رسول صاحب کا وقت ہو گیا۔

فریق ثانی کی طرف سے درخواست کی گئی کہ آٹھ بجنے میں بھی ۱۰ منٹ باقی ہیں اور جلسہ کا وقت ۸ بجے تک ہے۔ پس یہ ۱۰ منٹ ہم کو تقریر کیلئے ملنا چاہئے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ آخری تقریر کرنے کا حق تو مجیب کا ہوتا ہے نہ کہ معترض کا۔ اور آپ معترض ہیں نہ کہ مجیب۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ ۵ منٹ آپکو دئے جائیں اور ۵ منٹ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کو۔ اور اگر ۱۰ منٹ آپکو۔ تو پھر ۱۰ منٹ انکو۔ صرف آپکو ۱۰ منٹ نہیں مل سکتے۔ کچھ گفتگو کے بعد مولوی کفایت حسین صاحب نے رضامندی ظاہر کی۔ مگر بجائے قرآن کریم سے دلائل یا معیار صداقت کی تردید پیش کرنے کے ایک کتاب اٹھا کر پڑھنی شروع کر دی جسکا مضمون یہ تھا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "خود عبد الحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا" مولانا مولوی حمید الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ لکھنو کھڑے ہوئے۔ اور مولوی صاحب سے درخواست کی کہ ذرا اس کتاب اور اسکے مصنف کا نام بھی بتا دیجئے۔ مگر مولوی صاحب نے نام نہ بتایا اور مولوی ثناء اللہ کا ذکر چھیڑ دیا۔ چونکہ ہم کو اسوقت اصل تقریر کرنیوالے مولوی صاحب تھے۔ کیونکہ آپکو اپنی پشت پر سے جو مجھوٹے بھیرے اور پھر ہو رہے تھے وہ آپ بغیر دیکھے بھالے جلدی میں پیش کر دیتے تھے۔ اب ۸ بج گئے اور مولوی صاحب سے کہا گیا کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ تقریر ختم کریں۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ ہم پون گھنٹہ تقریر کرینگے۔ یہ ایک بالکل بے قاعدہ بات تھی۔ ہر چند کہا گیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ اب اس کا جواب سن لیجئے۔ مگر کچھ بھی سماعت نہ ہوئی۔ اور ہنگامہ پسند لوگوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے ہنگامہ برپا کرا دیا گیا۔

خادم محمد عثمان احمدی بادی ثم لکھنوی ٭

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اے لیجئے بڑی مشین سیئویاں تیار ہو گئی ۵/۵

قیمت مشین لوہا ہینڈل پیتل سوراخ چھلنی ۱۸ مبلغ تین روپیہ چودہ آنہ۔ نمبر ۲ لوہا سوراخ چھلنی ۱۸ روغن شدہ معہ پرزہ کہ جہاں مرضی ہو۔ چسپاں کرکے کام لیں۔ قیمت چھ روپے۔ نمبر ۳ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۱۸ معہ پرزہ آٹھ روپیہ آٹھ آنہ۔ نمبر ۴ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۱۵۰ معہ پرزہ دس روپیہ۔ نمبر ۵ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۳۵۰ معہ پرزہ قیمت بارہ روپیہ آٹھ آنہ (بڑی مشین کو بھی نابالغ بچہ چلا سکیگا) پتہ صاف ہو

فضل کریم عبدالکریم قادیان پنجاب

جرمن ۸/۸

کے مشہور و معروف کارخانہ کی گرز بز مشین سلائی جس کا کارخانہ ۱۸۶۲ء سے جاری ہے اور چالیس سال کے عرصہ میں تیس لاکھ سے زیادہ مشین بناکر تمام دنیا میں فروخت کر چکا ہے جسکے مقبول عام ہونے کا یہی کافی ثبوت ہے۔ ایام جنگ سے پہلے اس کارخانہ نے اپنا خاص انجنیر ہندوستان میں بھیجا۔ جس نے تمام مشینوں کو ملاحظہ کرکے ان کے مقابلہ کیواسطے ایک اعلیٰ مشین تیار کرکے بھیجی ہے جو تیز رفتاری خوبصورتی اور پائداری میں نہایت عمدہ ہے جسکی چال ڈر کو پہیا کی مانند ہے۔ جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔ نورالدین شیر محمد تاجران قادیان

بنارسی تحفے ۱۲/۱۲

ہر قسم کے بنارسی کپڑے دوپٹے (زنانہ و مردانہ) ساڑیاں عمامے۔ کمخواب تھان۔ کلابتی۔ سلک تھان۔ سلک گوٹہ لچکے۔ پنڑی۔ بنارسی پائدار فینسیاں چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ وغیرہ کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کارخانہ طلب فرمایئے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

سلسلہ دعوت صدق

اسرار حق ۱/۱

مؤلفہ

محمد الیاس برنی ایم اے۔ ایل ایل بی (علیگ) حیدرآباد دکن

آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ ارشادات صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب۔ اور ان کے مقابل یورپ کے جدید سائنس و فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب۔ خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن۔ توحید اور اس کے مقامات احدیت کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت۔ نبوت اور ولایت کے مراتب۔ کشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ۔ ایک ایک نظر میں اسلام کی روحانی تعلیم کا عجب نظام دل نشین ہوتا ہے۔ اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون ۝ لھم مایشاؤن عند ربھم ذٰلک جزاؤ المحسنین ۝

جن علوم کو اللہ جل شانہ صدق اور جن کے عالموں کو صادقین و صدیقین سے تعبیر فرماتا ہے۔ اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوف اور صوفی کہلاتے ہیں۔ انکی تحقیق اور تصدیق ہے بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے۔ قابل دید ہے۔ حجم تقریباً ۴۰۰ صفحہ جلد پاکیزہ قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول۔ ملنے کا پتہ

محمد الیاس برنی پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

دوائی خانہ احمدی بگہ کلاں ضلع امرتسر

خضاب احمدی سے پانچ منٹ میں بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ رنگ دھونے سے بھی نہیں جاتا۔ بال نرم ہو جاتے ہیں خراب ہو تو قیمت واپس قیمت فی شیشی ۱۲ بہار زندگی۔ یہ ایک ہی دوائی تین سو بیماری پر مجرب ہے۔ بخار۔ دم چڑھنا۔ پیٹ درد۔ سر درد سے بادی تک اگر آرام نہ ہو تو قیمت واپس۔ قیمت شیشی ۱۲ انسان کی پوری طاقت کی مجرب گولیاں آزمائش شرط ہے قیمت ۸ گولیاں ۱۲ محصول بذمہ خریدار

پتہ۔ حکیم رحمت اللہ احمدی۔ بگہ ضلع امرتسر

ضروری اناج اور ذخیرہ خوراک کی باربرداری ۲/۲

بڑھی ہوئی قیمتوں کا خیال کرکے ضروری اناج اور خوراک کی آمد و رفت میں آسانی بہم پہنچانے کی غرض سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے عملہ کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ کہ ان اشیاء کی روانگی میں دیر لگانے سے بچنے کی طرف خاص توجہ دیں ۞

چونکہ آجکل اسباب تجارت کی آمد و رفت کم ہے۔ اس لئے تمام ضرورتوں کے لئے کافی گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ تاہم وہ اشخاص جن کو مال بھیجا جائے۔ وہ زیادہ مقدار کی بلٹیاں پیش نہ کریں۔ کیونکہ تھوڑے مال کی روانگی میں دیر کا احتمال ہے ۞

ضروری اناج اور ذخائر خوراک میں روانگی یا بک کرانے کی دیر کے متعلق جو کسی اسٹیشن پر پیش آئے۔ شکایت ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ متعلقہ سٹیشن کے پاس بھیجی جائے۔

دستخط

ایف اے ہیڈ و صاحب ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

عجیب اور خوشنما انگوٹھی ۱۲/۱۲

چاندی کی اس منقش انگوٹھی کا خوبصورت اور چھوٹا سا نگینہ خالص عقیق کا ہے۔ جس پر حضرت اقدس کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ باریک خوشنما چمکیلے اور پائدار حروف میں ایسی صنعت کے ساتھ تحریر ہے کہ حیرت ہو جاتی ہے قیمت ۱۲ فی انگوٹھی اپنا نام بھی ساتھ لکھوائیں تو دو روپیہ انگوٹھی جس پر پوری قل ہو اللہ تحریر ہے ۱۲ مع نام ۱۲ ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

تجرید بخاری اُردو

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر امام بخاری رح نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی ناتکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ ۸۸۸ھ میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت بخاری رح کی تمام متصل مستند حدیثوں کو یکجا کر کے ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے چنانچہ علمائے عرب و شام نے اس کی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈمٹی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جو عاشقان کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ حجم سوا پانسو صفحے۔ کتاب مجلد قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک ۸/ ✣

درخواستیں بہت جلد مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹرہ ولی شاہ کے نام آنی چاہیئیں۔

کوڑیوں کے مول جواہرات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اشتہارات کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے لئے تمام مخالفین اندرونی بیرونی کے نام شائع کر کے اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر کر دیا۔ یہ نایاب اشتہارات بڑی محنت سے جمع کر کے اسوقت تک ترتیب وار ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۸۹۵ء تک چار جلدوں میں محفوظ کر دئے ہیں۔ بوجہ گرانی کاغذ صرف پانچ پانچ سو نسخہ طبع کرایا ہے ۴۰۰ صفحات پر یہ چار جلدیں ختم ہوئی۔ اور صرف ۱۶۰ نسخے باقی ہیں۔ جو بعد تلاش پھر دستیاب نہ ہونگے۔ شائقین بہت جلد اس گوہر بے بہا اور دُرِ نایاب کو منگالیں۔ قیمت چاروں جلدوں کی صرف پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے ✣

پتہ

مینجر فاروق بک ڈپو۔ قادیان ضلع گورداسپور

اعجازی پریس ہے

یہ نو ایجاد پریس نہایت عمدہ ہے اسمیں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو دیگر دستی پریسوں میں نہیں۔ گرمی سردی میں یکساں کام دیتا ہے۔ بڑی آسانی سے ایک نو عمر بھی چھپائی کا کام کر سکتا ہے۔ ایک کاپی لگا کر پچاس ساٹھ کاغذ بہت شستہ اور اعلیٰ چھپ جاتے ہیں۔ تمام ایسے حضرات کو جو اشتہارات اور چٹھیاں چھاپنا چاہیں۔ یہ پریس بہت آرام دہ اور مفید ہے۔ مدارس میں پرچے چھاپنے والوں اور تاجروں اور تبلیغ کرنے کے شائقوں کو بھی چاہیئے۔ کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں اور ہفتہ وار جب چاہیں مضمون لکھ کر چھاپ کر شائع کریں یہ ایک اچھا ذریعہ تبلیغ ہو گا۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے۔ کارڈ سائز تین روپے لیٹر سائز صہ نوٹ پیپر سائز عہ رفلس کیپ سائز لعہ سیاہی فی شیشی ۸/ تولہ

محمد عامل مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان

آجکل ہیضہ ہے اور موسمی بخار

اس کے لئے تریاق الامراض کے چند قطرے کافی ہیں۔ جس کی بڑی شیشی صرف ایک روپے میں اور چھوٹی ۸/ میں ملیگی۔ یہ وہی تیر بہدف دوائی ہے۔ جس کے مختلف نام رکھ کر جیبیں خالی کی جاتی ہیں۔ میں قریباً اصل لاگت پر دیتا ہوں۔ دانتوں کا پوڈر۔ مسوڑوں کی سوجن۔ دانت کا درد۔ منہ میں پانی۔ جملہ امراض کا علاج شیشی کلاں ۸/ خورد ۴/۔ محصولڈاک علاوہ

سردار سراج الدین احمد قادیان پنجاب

ہاں شمر ذی الجوشن بھی شیعہ تھا۔

یہ معرکۃ الاراء ستمبر کے تشحیذ میں نکلا ہے۔ ۴/ میں خریدار بنکر ایسے ایسے نادر علمی مضامین دیکھئے مباحثہ بمبئی ۴/ مباحثہ سرگودہا ۴/ تشریح نزول المسیح ۴/

تشحیذ۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

مسٹر گاندھی کی برسی پر ولایتی کپڑا آگ کی نذر کلکتہ-۱۲ ستمبر۔ مسٹر سی آر داس لالہ لاجپت رائے موتی لال نہرو راجندر پرشاد جمنالال بزاز۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ اور مسٹر محمد علی کا دستخطی ایک اعلان شایع ہوا ہے۔ جس میں تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ ۳۰ ستمبر کو مسٹر گاندھی کی برسی ہر ایک گاؤں شہر اور قصبہ میں غیر ملکی کپڑے جلا کر منائی جائے تارکان موالات اور دوسرے لوگوں پر زور ڈالا جائے کہ ان کے اس خیال سے اتفاق کریں۔ اور اس غرض کیلئے غیر ملکی کپڑے جمع کرنے کا کام شروع کر دیں۔

علی برادران کی گرفتاری اخبار نیو انڈیا کا خاص نامہ نگار شملہ سے رقمطراز ہے۔ کہ آئندہ چند روز میں علی برادران یقیناً گرفتار ہو جائیں گے۔ اور غالباً ان پر موپلوں کو فساد پر بھڑکانے کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

کوئی سکھ رہا نہ ہو سنگھ سبھا کے ایک اجلاس بمقام راولپنڈی میں گورنمنٹ کے اعلان مجریہ ۷ ستمبر کے خلاف اعتراض کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اس اعلان سے سکھ فرقہ کو تازہ زخم لگا ہے۔ جو سکھ گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط پر رہائی حاصل کریں گے ان کے ساتھ سکھ فرقہ کو کچھ ہمدردی نہ ہوگی۔

تارکان موالات اور گورنمنٹ میں مصالحت کی کوشش وائسریگل کونسل کے اجلاس میں سوال کیا گیا۔ کہ گورنمنٹ اور حامیان قطع تعلق کے درمیان مصالحت کی کسقدر کوشش عمل میں لائی گئی ہے؟

اس کے جواب میں سرکاری ممبر سر ولیم ونسنٹ نے بیان کیا۔ کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی رائے وہی ہے۔ جو کونسل کے اجلاس دہلی میں ظاہر کی گئی تھی۔ اس پر پوچھا گیا۔ کیا شملہ میں مسٹر گاندھی اور گورنمنٹ کے درمیان کسی قسم کی مصالحت کی کوشش کی گئی تھی؟ سر ولیم ونسنٹ حیرت سے کہنے لگے۔ کس کی طرف سے کہا گیا۔ دونوں طرف سے۔ جواب ملا۔ بہر حال گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہوئی۔

قانون انتقال اراضی کی منسوخی کا سوال مسٹر نند لال وائسریگل کونسل میں قانون انتقال اراضی کے منسوخ کئے جانے کی نسبت ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔

سرحدیوں نے ایک سال میں کس قدر نقصان پہنچایا گورنمنٹ کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سنہ ۱۹۱۹ء و سنہ ۱۹۲۰ء میں پشاور کوہاٹ۔ بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے اضلاع میں تقریباً ۳۱۱ حملے ہوئے۔ جن میں ۲۹۸ اشخاص مقتول اور ۳۹۲ مجروح ہوئے۔ ان حملوں میں تقریباً ۲۰ لاکھ روپیہ کا مال سرحدی لوٹ کر لے گئے۔

روئی کے گراں ہونے کا خطرہ خبر ہے۔ کہ امریکہ کی کئی ریاستوں میں روئی کی فصل کو نقصان پہنچا ہے چنانچہ ولایت کے سوت اور کپڑے کے کارخانہ داروں میں جو اپنی ضروریات کیلئے زیادہ تر امریکہ سے روئی حاصل کرتے ہیں۔ سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لیورپول میں روئی کا نرخ یکا یک بہت چڑھ گیا ہے اور اس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑا ہے۔ قوی اندیشہ ہے۔ کہ بھاؤ بڑھیگا۔

سر ٹامس ہالینڈ کا جانشین شملہ-۱۰ ستمبر۔ مسٹر سی۔ اے انز سکرٹری محکمہ تجارت عارضی طور پر سر ٹامس ہالینڈ کی جگہ وائسرائے کی انتظامی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

پریس ایکٹ کی منسوخی کا مسودہ شملہ ۱۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کل لیجسلیٹو اسمبلی میں سر ولیم ونسنٹ پریس ایکٹ اور قانون اخبارات کی منسوخی کا مسودہ قانون پیش کرینگے۔

ڈاکٹر کچلو کی گرفتاری ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو بوقت ۱۱ بجے دن کے ڈاکٹر کچلو کو شملہ میں دفعتاً گرفتار کر لیا گیا۔ یہ گرفتاری زیر دفعہ ۱۲۰ ب و ۱۵۳ تعزیرات ہند عمل میں آئی ہے۔ اسی دن ۴ ½ بجے سہ پہر کراچی پولیس انہیں لیکر روانہ ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ خلافت کانفرنس کراچی کی تقریر وجہ گرفتاری ہے۔

مقدمہ ننکانہ کے متعلق اسیسروں کا فیصلہ لاہور ۱۳ ستمبر۔ مقدمہ قتل ننکانہ میں اسیسروں نے ایک گھنٹہ تک غور و خوض کرنے کے بعد اتفاق رائے سے فیصلہ دیا۔ اور مہنت کو دونوں الزامات میں مجرم قرار دیا۔ الزامات یہ ہیں۔ اول یہ کہ وہ ایک خلاف قانون مجمع کا ممبر تھا۔ جس کا مشترکہ مقصد سکھوں کو ہلاک کرنا تھا۔ اور دوسرا الزام لاشوں کو جلا کر ایسے قتلوں کے متعلق شہادت کو تلف کرنا تھا۔ اسیسروں نے تسلیم کیا کہ کل ۱۳۰ سکھ مارے گئے تھے۔ جن میں سے ۱۲۰ گوردوارہ کے اندر اور دس باہر مارے گئے۔

مزید براں اسیسروں نے ظاہر کیا۔ کہ مہنت نے واقعی پستول چلایا تھا۔ اور یہ اپنی حفاظت میں نہیں بلکہ مخالفوں کو ہلاک کرنے کے لئے چلایا تھا۔

صرف ایک اسیسر نے ذاتی رائے ظاہر کی۔ کہ مہنت ایک پاگل آدمی ہے اور باقی ملزمان محض اس کے زیر اثر تھے اس کے بعد جج نے اسیسروں کی تعریف کی کہ انہوں نے بڑی توجہ سے مقدمہ کی کارروائی کو سنا ہے اور وکلاء کا شکر ادا کیا۔

مالابار میں کس قدر ہندوؤں کو مسلمان بنایا گیا اخبار پرتاپ لاہور ۲ ستمبر کالی کٹ کی حسب ذیل خبر نقل کرتا ہے۔ کالی کٹ ۹ ستمبر۔ اس وقت تک جو اطلاع اور اعداد موصول ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہزار اور ۲۰۰۰ کے درمیان ہندو جبراً مسلمان بنائے گئے ہیں سب سے زیادہ تعداد موضع میلموری نے مہیا کی۔ جہاں ہندوؤں کی کل آبادی ۳۰۰ کی تھی۔ اور یہ تین سو کے تین سو جبراً مسلمان بنائے گئے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان اخبار میں صرف تین اشخاص کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے۔

دفتر خلافت کمیٹی پنجاب اور زمیندار کی تلاشی زیر نگرانی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور انسپکٹر کوتوالی انارکلی و انسپکٹر نولکھا خلافت کمیٹی پنجاب اور اخبار زمیندار کے دفتر کی تلاشی لی گئی۔ علماء ہند کے فتوے کی جتنی کاپیاں ملیں۔ ضبط کر لی گئیں۔

غیر ممالک کی خبریں

قسطنطنیہ میں انقلاب انگیز سازش قسطنطنیہ ۱۲ر ستمبر۔ خبر ہے کہ برطانی حکام محکمہ تفتیش نے ایک منظم سازش کا پتہ لگایا ہے۔ جس کو انگورا سے مدد ملتی تھی۔ یہ سازش زیادہ تر ترک افسروں کے درمیان بدیں خیال تھی کہ قسطنطنیہ میں انقلاب پیدا کیا جائے۔ حوالگردہ سامان جنگ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور اتحادی فوجوں کے سرکردہ افسران کو قتل کر دیا جائے۔

سازش کرنے والوں کے متعلق حوالگی کا مطالبہ پیغام میں یہ بھی لکھا ہے کہ جنرل ہیرنگٹن نے ایک فہرست پیش کی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر حوالہ کیا جائے۔ تاکہ اتحادی عدالت میں ان کے مقدمہ کی سماعت ہو۔

ترکی کی مالی مشکلات قسطنطنیہ ۱۱ر ستمبر۔ اناطولیہ کی لڑائیوں نے ترکی کی تجارت کو برباد کر دیا ہے ترکی خزانہ کو سخت مشکل کا سامنا ہے۔ افسران کو تنخواہ کا دیا جانا بہت دقت طلب ہو گیا ہے۔ وزیر مالیات اخراجات گھٹانے اور ٹیکسوں میں اضافہ کر کے آمدنی کو بڑھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں اس وقت اشیائے خوردنی سب سے زیادہ گراں ہیں۔

لندن میں بادوباران کا طوفان لندن ۱۱ر ستمبر۔ لندن اور جنوب مشرقی انگلستان میں طوفان بادوباران آیا جس میں رعدوبرق بھی تھی بعض مقامات میں بارہ انچہ بارش ہوئی اور بڑے لندن میں طوفان آگیا جس سے سخت نقصان ہوا۔ ایک دو دان کے گرجانے سے ایک لڑکا مر گیا۔ اور دو لڑکیاں زخمی ہوئیں۔

امریکہ میں طوفان آب سان انٹونیو (ٹیکسس) ۱۱ر ستمبر۔ کثرت باراں کی وجہ سے پانی کاروباری حلقوں میں پھر رہا ہے۔ کئی بازار تو پندرہ پندرہ فٹ تک ڈوب گئے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ کئی سو جانیں ہلاک ہو چکی ہیں دو ہزار بے خانماں ہو گئے ہیں۔ نقصان کا اندازہ ایک کروڑ ڈالر کا کیا جاتا ہے۔

آئرش قیدیوں کا فرار لندن۔ ۹ر ستمبر۔ کراغ کے مقام کیمپ میں ڈیڑھ ہزار آئرش قیدی تھے ان میں سے چالیس کئی ہفتوں سے سرنگ کھودنے کا کام کر رہے تھے۔ چالیس کے چالیس فرار ہو گئے۔ پتہ اس وقت چلا جب کل ان سب کی حاضری لی گئی۔

جنگ یونان و انگورا کا التوا لندن ۱۱ر ستمبر۔ سمرنا کا تار مظہر ہے کہ حال کی شدید جنگ کے باعث متحارب فریقین تھک کر چور ہو گئے ہیں۔ اور اسلئے اب جنگ رک گئی ہے۔

انگورا کے خلاف کردوں کی بغاوت لندن ۱۱ر ستمبر۔ قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ کرد لوگ حکومت انگورا کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں۔ کردوں نے انگورہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اتحادیوں کی قائم کردہ حدود کے مطابق ولایت کردستان میں ان کو اندرونی آزادی دیجائے اور کردستان میں جو ترکی افسر اور ترکی جندرمہ اسوقت موجود ہے واپس بلا لیا جائے فوجی خدمات سے آزادی کا ٹیکس جو وہ ادا کرتے تھے۔ اسکی واپسی اور ترکی فوجوں میں جو کرد لڑ رہے ہیں۔ انکی علیحدگی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

ترکوں، بلغاریوں اور روسیوں کا اتحاد اتھنیس ۱۱ر ستمبر۔ یونانی اخبار کرانیا کا وقائع نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ترکی، بلغاریہ اور روس کے درمیان خفیہ سلسلے صلح ہو رہی ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ یہ تینوں حکومتیں اب متحد ہو کر بلقان اور اناطولیہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں کہا جاتا ہے کہ بالشویک فوجیں شمال میں رومانیہ کے خلاف جنگی کارروائیاں شروع کرینگی اور جنوب میں تھریس اور مقدونیہ میں بلغاری اور ترکی فوجیں سرویہ اور یونان کے مقابلہ میں فوج کشی کرنے والی ہیں۔

بائیسیکل کے ذریعہ رودبار انگلستان کا عبور کیلیے ۱۲ر ستمبر۔ ڈوکسٹون نگا ایک شخص بائیسیکل پر سوار ہو کر رودبار انگلستان کو عبور کرنے کیلیے پہنچا ہے یہ بائیسیکل بالکل عام قسم کی بائیسیکل تھی۔ فرق صرف یہ تھا۔ کہ اس میں تیرنے والے آلات لگے ہوئے تھے۔

برطانوی جواب مسٹر ڈی ولیرا کو لندن ۸ر ستمبر۔ مجلس وزراء نے مسٹر ڈی۔ ولیرا کی چٹھی کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ برطانیہ کی آئینی نشوونما کا بنیادی اصول ہے کہ حکومت رعایا کی مرضی کے مطابق ہو۔ لیکن ہم آپکے اصول کو منظور نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس طرح پر ہم اس امر کے پابند ہو جائیں گے کہ آپ کے تمام مطالبات کو منظور کر لیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ اس اصول پر کانفرنس کرنا ناممکن ہے۔ ہم نے آپ کو جو شرائط پیش کی تھیں ان سے آئرلینڈ کو سلطنت برطانیہ کے اندر کامل آزادی اور خودمختاری مل سکتی تھی۔ اگر آپ کو یہ شک ہو کہ یہ شرائط آئرلینڈ کو سلطنت کے اندر کامل آزادی اور خودمختاری نہیں دیتیں۔ تو آپ اپنے شکوک ایک کانفرنس کر کے رفع کر سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ خط و کتابت کرتے کرتے بہت عرصہ گذر گیا ہے۔ اس لیئے اگر آپ اس اصول پر کانفرنس کرنا منظور کریں تو ہم تجویز کرتے ہیں کہ ۲۰ر ستمبر کو انورنیس میں کانفرنس کی جائے۔

اگر آئرلینڈ نے یہ شرائط منظور نہ کیں لندن ۸ر ستمبر۔ انورنیس میں مجلس وزراء کے ایک ممبر نے ایک ملاقات کے دوران میں ایک سوال کے جواب میں کہ اگر آئرلینڈ نے گورنمنٹ برطانیہ کی آخری دعوت کو منظور نہ کیا تو پھر گورنمنٹ برطانیہ کیا کرے گی۔ کہا کہ اس صورت میں گورنمنٹ آئرلینڈ کے مسودہ قانون کو پاس کر کے آئرلینڈ پر حکومت کرے گی۔

سن فائنروں کی مجلس وزراء کا اجلاس لندن ۹ر ستمبر۔ گورنمنٹ برطانیہ نے مسٹر ڈی۔ ولیرا کو کانفرنس کی جو دعوت دی ہے۔ اس پر غور کرنے کیلیے سن فائنروں کی مجلس وزراء کا اجلاس ہوا۔ مسٹر ڈی ولیرا اس اجلاس کے پریزیڈنٹ تھے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)